حالات وزمانہ کی رعایت سے متعلق قواعد فقہیہ

(توضیحی مطالعہ)

Explanatory Study of jurisprudence Rules regarding the concession of circumstances and time

Hafiz Irfan Ullah
PhD Scholar, Lecturer, Department of Islamic Studies, Lahore Garrison University,
irfanullah@lgu.edu.pk
Dr. Tahir Masood Qazi
HOD, Department of Islamic Studies, Lahore Garrison University.

ABSTRACT

Human life changes in different circumstances. There are many ups and downs from childhood to old age. Conditions like health and illness keep changing. In the same way, change of time affects human life. Islamic law is an eternal, perpetual, and universal Shari'ah, It provides guidance on the application of Shari'ah in all times and in all circumstances-The jurists of Islam have discussed such matters in great detail in their books and using their ijtihad insights offered solutions to these problems in every age-The jurists have interpreted such situations and conditions in terms of zaroorat, Ezterar, Hajat, Amoome Balwa,Urf etc. In this way, they have outlined a number of rules and regulations that can be used to solve problems. Scholars of jurisprudence have divided these rules by different references some known as Qawaid e Kulyah and some Qawaid e Juziyah. Similarly some denotes as Dawabit.But here in this research we will call them as Qawaid. Only those Qawaid will be mentioned here which deals with Circumstances and time. After that these will be elaborated by examples which are mentioned in the Juristic books. One of the advantages of invoking these rules is that it is easier to solve problems without memorizing the major jurisprudential details. Also, with the help of these rules, it is possible to solve many of the problems that are still present that need to be solved.

Keywords: Juristic Rules, Circumstances, Time, Terms of Concession.

انسانی زندگی مختلف احوال میں تبدیل ہوتی رہتی ہے،اسے بچپن سے لے کر بڑھاپے تک کے اتار چڑھاؤ کا سامنا کرنا پڑتا ہے، صحت مندی اور بیماری جیسی کیفیات تبدیل ہوتی رہتی ہیں،اسی طرح زمانے کی تبدیلی انسانی زندگی پر اثر انداز ہوتی ہے۔علاقائی رسوم و رواج کے بناء پر کچھ چیزیں پیش نظر رہتی ہیں۔کئی چیزوں سے تو پہلو تہی ممکن ہے لیکن کچھ معاملات انسانی زندگی کا ایسا جزو لاینفک بن جاتے ہیں جن سے راہ فرار ممکن نہیں۔چونکہ شریعت اسلامیہ ایک ابدی، دائمی ،عالمگیر اور ہمہ گیر شریعت ہے اس لیے اس میں ہر زمانے اور ہر حالت میں شریعت پر عمل سے متعلق راہنمائی موجود ہے

۔فقہاء اسلام نے اپنی کتب میں بڑی تفصیل کے ساتھ ایسے معاملات پر ابحاث ذکر کی ہیں اور اپنی اجتہادی بصیرت کو بروئے کار لاتے ہوئے ہر دور میں ان مسائل کا حل پیش کیا ہے۔فقہاء نے ایسے حالات و کیفیات کو ضرورت ،اضطرار ،حاجت ،عموم بلوی، عرف وغیرہ الفاظ سے تعبیر کیا ہے۔فقہاء کرام نے جس طرح اپنی کتب میں حالات و زمانہ کی رعایت کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے مختلف مسائل کا حل پیش کیا اسی طرح ایسے بہت سے قواعد و ضوابط بیان کئے جن کو بروئے کار لاتے ہوئے مسائل کو حل کرنا بہت آسان ہو جاتا ہے۔علماء فقہ نے قواعد کو ترتیب دیتے وقت مختلف حوالوں سے تقسیم کیا ہے کچھ قواعد کلیہ کہلاتے ہیں اور کچھ قواعد جزئیہ ۔اسی طرح بعض کو ضوابط کا نام دیا گیا ہے۔لیکن ہم اپنی اس بحث میں انہیں قواعد نے نام سے ہی موسوم کریں گے اور اس میں صرف انہی قواعد کا ذکر ہو گا جن کا تعلق حالات و زمانہ کے ساتھ بنتا ہے۔بعد ازاں ان قواعد سے متعلق مثالیں ذکر کی جائیں گی جنہیں فقہاء کرام نے اپنی کتب میں ذکر کیا ہے۔ان قواعد کے استحضار کا ایک فائدہ تو یہ ہے کہ بڑی بڑی فقہی جزئیات کو یاد رکھے بغیر مسائل کے حل میں آسانی ہوتی ہے نیز دور حاضر میں پیش آمدہ بہت سے ایسے مسائل جو ابھی تک حل طلب ہیں ان قواعد کو سامنے رکھتے ہوئے ان کا مناسب حل پیش کیا جا سکتا ہے۔

قواعد فقہیہ پر بہت سی کتب لکھی گئی ہیں جن میں مختلف طرز سے قواعد جمع کیے گئے ہیں۔لیکن قواعد کی تفہیم میں جو سہولت علامہ ابن نجیم کی کتاب "الاشباہ والنظائر " نے پیدا کی ہے وہ ان ہی کا حصہ ہے۔ایک تو اس کتاب میں قواعد کی ترتیب بہت عمدہ ہے جبکہ دوسرا مناسب مثالوں کے ذریعے مذکورہ قاعدہ سمجھنا بہت آسان ہو جاتا ہے۔لہذا ہم اپنے اس مقالہ میں سب سے پہلے اسی کتاب کے حوالہ سے حالات و زمانہ کی رعایت سے متعلق قواعد کا تذکرہ کریں گے۔بعد ازاں دیگر کتب قواعد سے وہ قواعد ذکر کیے جائیں گے جن کا تعلق حالات و زمانہ سے بنتا ہے۔علامہ ابن نجیم نے اپنی "الاشباہ و النظائر "میں جن چھ قواعد کلیہ کا ذکر کیا ہے ان میں آخری چار قواعد کا تعلق حالات و زمانہ کی رعایت کے ساتھ ہے۔علامہ ابن نجیم انہیں ذکر کرنے کے بعد ان کے ذیلی قواعد کا بھی تذکرہ کرتے ہیں۔وہ چار قواعد کلیہ درج ذیل ہیں:

1-الْيَقِينُ لَا يَزُولُ بِالشَّكِّ (1)

2-المشقة تجلب التيسير (2)

3-الضرر يزال (3)

---

(1)۔ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم،(1419ھ/1999ء)،الاشباہ والنظائر، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ص49

(2)۔ایضاً، ص64

(3)۔ایضاً، ص72

4-العادة محكمة[1]

علامہ ابن نجیم نے پہلے قاعدہ (اليقين لا يزول بالشک) کی ضمنی مباحث میں درج ذیل قواعد بیان کیے ہیں:

1-الْأَصْلُ بَقَاءُ مَا كَانَ عَلَى مَا كَانَ [2]

2-الْأَصْلُ بَرَاءَةُ الذِّمَّةِ [3]

3-مَنْ شَكَّ هَلْ فَعَلَ شَيْئًا أَمْ لَا؟ فَالْأَصْلُ أَنَّهُ لَمْ يَفْعَلْ [4]

4-الْأَصْلُ الْعَدَمُ [5]

5-الْأَصْلُ إضَافَةُ الْحَادِثِ إلَى أَقْرَبِ أَوْقَاتِهِ [6]

6-الْأَصْلُ فِي الْكَلَامِ الْحَقِيقَةُ [7]

علامہ ابن نجیم نے دوسرے قاعدہ (المشقة تجلب التيسير) کی ضمنی مباحث میں درج ذیل قواعد بیان کیے ہیں

7-ان المشقة و الحرج يعتبران فى موضع لا نص فيه [8]

8-اذا ضاق الامر اتسع و اذا اتسع ضاق [9]

علامہ ابن نجیم نے قاعدہ(الضرر يزال) کے تحت مندرجہ ذیل قواعد ذکر کیے ہیں:

---

(1)۔ایضاً،ص79

(2)۔ایضاً،ص49

(3)۔ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم، الاشباہ والنظائر ص50

(4)۔ایضاً

(5)۔ایضاً،ص53

(6)۔ایضاً،ص55

(7)۔ایضاً،ص59

(8)۔ایضاً،ص72

(9)۔ایضاً،ص72

9-الضرورت تبيح المحظورات [1]

10-ما ابيح للضرورة يقدر بقدرها[2]

11-ما جاز لعذر بطل بزوال (3)

12-الضرر لا يزال بالضرر(4)

13-يتحمل فيه الضرر الخاص لدفع ضرر عام(5)

14-اذا تعارض مفسدتان روعى اعظمهما ضررا بارتكاب اخفهما (6)

15- من ابتلى ببليتين وهما متساويتان ياخذ بايتهما شاء (7)

16- ان اختلفا يختار اهونهما (8)

17- درء المفاسد اولىٰ من جلب المصالح (9)

18-الحاجة تنزل منزلة الضرورة عامة او خاصة(10)

علامہ ابن نجیم نے الاشباہ میں" العادة محكمة "کے ذیل میں حسب ذیل قواعد کا تذکرہ کیا ہے

19- تترک الحقيقة بدلالة الاستعمال والعادة (11)

20-وَفِي النَّزْعِ عِنْدَ الْعَادَةِ الظَّاهِرَةِ نَوْعُ حَرَجٍ (1)

---

(1)۔ایضاً، ص73

(2)۔ایضاً، ص73

(3)۔ایضاً، ص74

(4)۔ایضاً، ص74

(5)۔ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم، الاشباہ والنظائر ص74

(6)۔ایضاً، ص76

(7)۔ایضاً،

(8)۔ایضاً،

(9)۔ایضاً، ص78

(10)۔االیضاً،

(11)۔ایضاً، ص79

21-أَلْفَاظُ الْوَاقِفِينَ تَبْتَنِي عَلَى عُرْفِهِمْ (2)

22-انما تعتبر العادة اذاطردت او غلبت(3)

23-المعروف عرفا کالمشروط شرطا(4)

24-الحدود تدرا بالشبهات (5)

25-من استعجل الشیء قبل اوانه عوقب بحرمانه (6)

26-الحق لا یسقط بتقادم الزمان(7)

علامہ کرخی نے "اصول" میں جن قواعد کا ذکر کیا ہے ان میں سے درج ذیل قواعد حالات و زمانہ کی رعایت پر دلالت کرتے ہیں

27-انَّ لِلْحَالَةِ مِنَ الدَّلَالَةِ كَمَا لِلْمَقَالَةِ(8)

29-السوال والخطاب یمضی علی ماعم وغلب لاعلی ماشذونذر (9)

30-انَّ جَوَابَ السُّؤَالِ يَجْرِيْ عَلَى حَسْبِ مَا تَعَارَفَ كُلُّ قَوْمٍ فِيْ مَكَانِهِمْ (10)

شیخ احمد بن شیخ محمد الزرقاء کی معروف کتاب "شرح القواعد الفقهیة" میں ننانوے(99) قواعد ذکر کیے ہیں جن میں مذکورہ بالا قواعد کے علاوہ درج ذیل قواعد کا تعلق حالات و زمانہ کی رعایت سے ہے:

31-ما ثبت بزمان یحکم ببقائه ما لم یقم الدلیل علی خلافه (1)

---

(1)۔ایضاً،ص80

(2)۔ایضاً،

(3)۔ایضاً،ص81

(4)۔ایضاً،ص84

(5)۔ابن نجیم،زین الدین بن ابراہیم،الاشباہ والنظائر ص،ص108

(6)۔ایضاً،ص132

(7)۔ایضاً،ص188

(8)۔ابوالحسن،عبیداللہ بن الحسین الکرخی،(س ن)،اصول الکرخی،دارابن زیدون،بیروت،ص163

(9)۔ایضاً،ص164

(10)۔ایضاً

32-الاضطرار لا يبطل حق الغير [2]

33-استعمال الناس حجة يجب العمل بها [3]

34-الممتنع عادة كالممتنع حقيقة [4]

35 -لاينكر تغير الاحكام بتغير الازمان [5]

36-العبرة للغالب الشائع لا للنادر[6]

37-التعيين بالعرف كالتعيين بالنص[7]

دیگر کتب میں ذکر کیے گئے حالات وزمانہ سے متعلق قواعد

38- الأيمان البناء على العرف إذا لم يضطرب فإن اضطرب فالرجوع إلى اللغة [8]

39-النسيان والجهل مسقطان للإثم مطلقا [9]

40-الاصل فى عاداتنا الاباحة حتى يجيء صارف الإباحة [10]

41-يقدم النادر على الغالب أحياناً، وقد يلغيان معاً [11]

عمیم احسان مجددی البرکاتی کے ذکر کردہ قواعد فقھیہ درج ذیل ہیں:

---

(1)۔الزرقا، شیخ احمد بن شیخ محمد،(1409ھ/1989ء)، شرح القواعد الفقھیہ، دار القلم، بیروت، ص124

(2)۔ایضاً، ص213

(3)۔ایضاً، ص223

(4)۔ایضاً، ص225

(5)۔ایضاً، ص227

(6)۔الزرقا، شیخ احمد بن شیخ محمد، شرح القواعد الفقھیہ، ص235

(7)۔ایضاً، ص241

(8)۔السیوطی، جلال الدین عبد الرحمن،(1403ھ/1983ء)الاشباہ والنظائر، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ص95

(9)۔ایضاً، ص188

(10)۔ڈاکٹر خالد بن علی المشیقح،(1436ھ/2015ء)، شرح منظومۃ القواعد الفقھیۃ، التراث الذھبی، الریاض، السعویۃ، ص148

(11)۔ عبد اللطیف، ،عبد الرحمن بن صالح ،(1432ھ/2003ء) ،القواعد والضوابط الفقهية المتضمنة للتيسير، الجامعة الاسلامية (المدينة المنورة،السعودية ، ج2، ص619

42-التأقیت لمدة لا یعیش الإنسان غالبا تأبید [1]

43-الحقیقة تترک لتعذرها عقلاو عادة و لتعسرها[2]

44-العادة تجعل حکما إذا لم یوجد التصریح بخلافه[3]

45-في إطلاق الاسم اعتبار العرف[4]

۴۶-قاعدة مطلق الکلام یتقید بدلالة الحال [5]

47- قاعدة المطلق یتقید بدلالة العرف [6]

۴۸-قاعدة یخص القیاس والأثر بالعرف العام دون الخاص [7]

۴۹-العادة معتبرة فی تقیید مطلق الکلام [8]

حالات وزمانہ کی رعایت سے متعلق مذکورہ بالا قواعد کو فقہاء نے مسائل کے حل میں بیان کیا ہے۔ ذیل میں قواعد واصول کی مختلف کتب سے ان کی مثالوں کے ساتھ وضاحت پیش خدمت ہے۔

۱-الْیَقِینُ لَا یَزُولُ بِالشَّکِّ

یقین شک کے ساتھ زائل نہیں ہوتا اگر کسی کام کے کیے جانے کا یقین ہو تو بعد میں پیدا ہونے والے شک کی وجہ سے اس کام پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔اس کے ہونے کو تسلیم کیا جائے گا۔اس قاعدے کی اصل حدیث نبوی ہے جسے امام مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ :

(1)۔ محمد عمیم احسان مجددی،(2009م/1430ھ)، قواعد الفقہ، دار الکتاب: کوئٹہ پاکستان، ص74

(2)۔ ایضاً، ص84

(3)۔ ایضاً، ص94

(4)۔ ایضاً، ص99

(5)۔ محمد عمیم احسان مجددی، قواعد الفقہ، ص123

(6)۔ ایضاً

(7)۔ ایضاً، ص138

(8)۔ ایضاً، ص94

"إِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ فِي بَطْنِهِ شَيْئًا فَأَشْكَلَ عَلَيْهِ أَخَرَجَ مِنْهُ شَيْءٌ أَمْ لَا فَلَا يَخْرُجَنَّ مِنْ الْمَسْجِدِ حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا"

اگر تم میں سے کسی کو اپنے پیٹ میں کسی چیز کا احساس ہو اور اس کے لیے یقینی طور پر فیصلہ مشکل ہو جائے کہ کیا کوئی چیز پیٹ سے نکلی ہے یا نہیں تو وہ مسجد سے (نئے وضو کے لیے) باہر نہ جائے یہاں تک کہ (وضو ٹوٹنے کی) آواز سن لے یا بو محسوس کر لے۔ مثلاً

انسان کے علم میں ہے کہ بکر نے عمر کا ایک ہزار روپے بطور قرض ادا کرنا ہے لیکن اس کی ادائیگی میں اس کو شک ہو گیا۔قرض دینے والے نے اس کو اپنے مطالبے سے سبکدوش کر دیا، پس اس کے لیے جائز ہے کہ وہ ایک ہزار روپے پر اس کی گواہی دے، کیونکہ یقین کے پہلو میں شک کا کوئی اعتبار نہیں۔

"مَنْ تَيَقَّنَ الطَّهَارَةَ، وَشَكَّ فِي الْحَدَثِ فَهُوَ مُتَطَهِّرٌ. أَوْ تَيَقَّنَ فِي الْحَدَثِ وَشَكَّ فِي الطَّهَارَةِ فَهُوَ مُحْدِثٌ. "(1)

جس کو طہارۃ کا یقین ہو اور حدث کے بارے میں شک ہو وہ پاک ہے،اور جس کو حدث کے بارے میں یقین ہو اور طہارت کے بارے میں شک میں مبتلا ہو،وہ محدث ہے

2- المشقة تجلب التيسير

مشقت آسانی کا باعث بنتی ہے۔امام جلال الدین سیوطی نے ان اسباب کا ذکر فرمایا جنہیں مشقت کہا جاتا ہے اور ان کی بناء پر احکام میں آسانی پیدا ہو جاتی ہے۔فرماتے ہیں :

عبادات وغیرہ میں تخفیف کے اسباب سات ہیں۔علامہ نووی نے آٹھ کا قول بیان فرمایا ہے۔(2)

(۱)سفر (۲) مرض (۳) الاکراہ (۴) النسیان

(۵) الجہل (۶) العسر (۷) عموم بلوی

مذکورہ بالا ساتوں اسباب کی بناپر احکام میں تخفیف ہوتی ہے۔تفصیل مع امثلہ حسب ذیل ہے:

(1)۔السیوطی، جلال الدین، عبدالرحمن، الاشباہ والنظائر، ص ۵۱

(2)۔السیوطی، جلال الدین، عبدالرحمن، الاشباہ والنظائر، ص 87

سفر کی بناء پر تخفیف

سفر کی دو قسمیں ہیں۔

پہلی قسم وہ ہے، جو سفر کی طوالت کے ساتھ خاص ہے، اور وہ تین دن اور تین رات، اور وہ قصر، اور روزہ چھوڑ دینا، مسح کی مدت کا ایک دن اور ایک رات سے زیادہ ہو جانا اور دوسری قسم سفر کی یہ ہے کہ جس کی طوالت مختص نہ ہو، اس سے مراد مطلقا شہر سے نکلنا، : اور وہ جمعہ، عیدین، باجماعت نماز، نفل سواری پر پڑھنا، تیمم کا جائز ہونا اور عوروں کے درمیان قرعہ کا جائز ہونا۔

2۔مرض کی بناء پر تخفیف

مرض کی بناء پر رخصت کے بہت سے پہلو ہیں:

تیمم کرنا اپنی جان پر خوف کے وقت، عضو کے تلف ہو جانے کے خوف سے، مرض کے زیادہ ہونے کے خوف سے، یا دیر سے ٹھیک ہونے کے ڈر سے، فرض نماز بیٹھ کر پڑھنے، لیٹ کر پڑھنے، اور اشارے سے پڑھنے کی رخصت، فضیلت کے حصول کے ساتھ نماز سے پیچھے رہ جانے کی رخصت، شیخ فانی کے لیے رمضان میں روزہ افطار کرنے کی رخصت مگر اس پر فدیہ واجب ہوگا، اور ظہار کے کفارے میں روزے سے کھانا کھلانے کی طرف منتقل ہونا، اور رمضان میں روزے چھوڑنا، معتکف کا اعتکاف سے نکلنا، حج اور رمی جمار میں نائب بنانا، احرام کے محظورات کی اباحت فدیے کے ساتھ، نجس چیزوں کے ساتھ علاج کروانا۔

3۔اکراہ

کسی شخص کو اس کی مرضی کے بغیر کسی ناحق عمل کے ساتھ خوف دلا کر مجبور کرنا۔ جس کو مجبور کیا جائے اس کو مکرہ (را کے فتحہ کے ساتھ) جو مجبور کرے اس کو مجبر (با کے کسرہ کے ساتھ) اس عمل کو مکرہ علیہ اور جس بات کا خوف دلایا جائے اسے مکرہ بہ کہا جاتا ہے۔ اکراہ کی دو قسمیں ہیں۔

اکراہ ملجیئ: جس میں ضرب، قید، جان کا خوف، یا کسی عضو کے کٹ جانے کا اندیشیہ ہو۔

اکراہ غیر ملجیئ: جس میں ضرب، قید جس سے غم والم پیدا ہو۔[1]

4۔نسیان

کسی چیز کو بھول جانا

(1)۔ جماعت علماء، (2002ء)، مجلہ احکام العدلیہ، محکمہ اوقاف، حکومت پنجاب، ص176

"إِنَّ اللَّهَ تعَالَى وَضَعَ عَنْ أُمَّتِي الْخَطَأَ وَالنِّسْيَانَ، وَمَا اُسْتُكْرِهُوا عَلَيْهِ"(1)

بے شک اللہ تعالیٰ نے میری امت سے خطاء اور نسیان کو در گزر فرمادیا ہے، اور جن امور کے کرنے پر زبردستی کی جائے۔

لَوْ أَكَلَ أَوْ شَرِبَ نَاسِيًا فِي الصَّوْمِ أَوْ جَامَعَ لَمْ يَبْطُلْ(2)

اگر کسی نے روزے کی حالت میں بھول کر کھایا پیایا جماع کیا تو روزہ باطل نہیں ہو گا۔

5۔ جہل

بعض احکام میں لاعلمی بھی تیسیر کا سبب بنتی ہے جیسا کہ نو مسلم دار الحرب سے ہجرت کر کے دار الاسلام میں منتقل ہو جائے تو اس کا جہل اس کے لیے احکام میں آسانی کا باعث ہو گا۔ جیسا کہ علامہ ابن نجیم نے لکھا ہے:

"الْجَهْلُ فِي دَارِ الْحَرْبِ مِنْ مُسْلِمٍ لَمْ يُهَاجِرْ وَإِنَّهُ يَكُونُ عُذْرًا" (3)

ایسا مسلمان جو دار الحرب میں (شرعی احکام) سے ناواقف ہو اس نے ہجرت نہ کی ہو وہ معذور ہو گا

چھٹا سبب: عسر و عموم بلویٰ

احکام پر عمل کرنا دشوار ہو یا ایسی چیز جو روزمرہ امور کا حصہ بن جائے اور اس سے پہلو تہی مشقت کا باعث ہو اس سے بھی احکام میں تخفیف و تیسیر پیدا ہو جاتی ہے۔ مثلاً

"كَالصَّلَاةِ مَعَ النَّجَاسَةِ الْمَعْفُوِّ عَنْهَا كَمَا دُونَ رُبْعِ الثَّوْبِ مِنْ مُخَفَّفَةٍ وَقَدْرِ الدِّرْهَمِ مِنْ الْمُغَلَّظَةِ، وَنَجَاسَةُ الْمَعْذُورِ الَّتِي تُصِيبُ ثِيَابَهُ وَكَانَ كُلَّمَا غَسَلَهُ خَرَجَتْ "(4)

مثال: معاف کردہ نجاست کے ساتھ نماز پڑھنا نجاست خفیفہ میں چوتھائی کپڑے سے کم اور نجاست غلیظہ درھم کی مقدار سے کم، معذور شخص کا نماز پڑھنا اس نجاست کے ساتھ جو اسکے کپڑوں کو لگی ہوئی ہو، اور جب وہ کپڑے دھوئے تو نجاست نکل جاتی ہو۔

---

(1) سنن ابن ماجہ، رقم: 2045

(2)۔ ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم، الاشباہ والنظائر، ص260

(3)۔ ایضاً، 261

(4)۔ ایضاً، 65

ساتواں سبب: نقص

مکلف افراد میں کسی کمی یا کمزوری کی بناء پر بھی احکام میں آسانی پیدا کردی جاتی ہے جیسے

عدم تكليف الصبي و المجنون ففوض امر اموالهما الى الولي و تربيته وحضانته الى النساء رحمة عليه، ولم يجبرهن على الحضانة تيسيرا عليهن

بچے اور مجنون کا شرعی احکام کا مکلف نہ ہونا، ان دونوں کے اموال کے معاملات کو ولی کی طرف سپرد کیا جائے گا، ان کی تربیت اور پرورش کو عورتوں کے سپرد کیا جائے گا عورتیں بچوں اور مجنون پر رحم دل ہوتی ہیں، اور عورتوں پر آسانی کرتے ہوئے ان کو پرورش پر مجبور نہیں کیا۔(1)

3- الضرر یزال

کسی شخص کو نقصان پہنچانے سے گریز کیا جائے گا اور جس چیز میں اس کا نقصان ہو رہا ہو اس کو زائل کیا جائے گا مثلاً کسی نے شہتوت کے پھل کی ٹہنیاں بیچیں، اور مشتری جب ان کو کاٹنے کے لیے درخت پر چڑھا تو پڑوسی خواتین کی بے پردگی ہو رہی ہو تو اس کو حکم دیا جائے گا کہ چڑھتے وقت ان کو ایک یا دو مرتبہ آگاہ کرے تاکہ وہ پردہ کرلیں۔ اگر مشتری نے ایسا کیا تو ٹھیک ورنہ حاکم کی خدمت میں اس کے خلاف مقدمہ کیا جائے گا تاکہ وہ اس کو چڑھنے سے منع کرے۔(2)

4- العادۃ محکمۃ

شرعی طور پر لوگوں کی عادات و رواج کو اہمیت دی جاتی ہے جب تک کہ وہ شریعت کے بنیادی اصولوں سے متصادم نہ ہو۔ شرعی احکام میں اس کی بہت سی مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ مثلاً

1۔ اصح قول کے مطابق جاری پانی اسے کہا جائے گا جسے لوگ جاری قرار دیں

2۔ کنویں میں مینگنیاں کثیر تعداد میں ہیں یا نہیں اس کا تعلق بھی دیکھنے والے کے سپرد ہے کہ وہ اسے کثیر سمجھتا ہے تو اسے کثیر کہا جائے گا۔

3۔ حائضہ خاتون کے زیادہ سے زیادہ حیض کے دس دن اور نفاس والی کے چالیس دن مقرر کیے گئے ہیں مگر ان کے تقرر میں ان کی عادات کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ ہر خاتون کی جو عادت ہو گی احکام کا ترتب بھی اسی حساب سے ہو گا۔

---

(1)۔ ایضاً، ص70

(2)۔ ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم، الاشباہ والنظائر، ص73

4۔(عمل کثیر یعنی)ایسا عمل جو نماز کو توڑنے والا ہو،اس کو عرف کے سپرد کیا جائے گایعنی اگر اس کی حیثیت یہ تھی کہ دیکھنے والا اس کو دیکھ کے یہ گمان کرتا ہو کہ وہ نماز سے باہر ہے۔[1]

علامہ ابن نجیم نے پہلے قاعدہ (الیقین لا یزول بالشک) کی ضمنی مباحث میں درج ذیل قواعد بیان کیے ہیں:

1- الْأَصْلُ بَقَاءُ مَا كَانَ عَلَى مَا كَانَ

قاعدہ یہ ہے کہ انسان کی پہلی حالت پر اسے قائم مانا جائے گا جب تک کہ اس حالت سے تبدیلی کا کوئی واضح ثبوت نہ مل جائے۔ مثلاً

جس کو طہارت (وضو) کا یقین تھا اور حدث کے بارے میں شک پیدا ہو گیا پس وہ طاہر ہو گا،اور جس کو حدث پر یقین تھا اور طہارت کے بارے میں شک پیدا ہو گیا پس وہ محدث ہے۔[2]

2- الْأَصْلُ بَرَاءَةُ الذِّمَّةِ

قاعدہ کے مطابق ہر شخص کسی بھی قسم کی ادائیگی سے بری الذمہ تصور کیا جائے گا جب تک کہ قوی ثبوت کے ساتھ ادائیگی ثابت نہ ہو جائے۔ مثلاً جب تلف شدہ مال اور غصب شدہ چیز کی قیمت کے بارے میں اختلاف ہو جائے تو زائد ادا کرنے والے کا قول معتبر ہو گا، کیونکہ اصل حکم زائد چیز سے بری الذمہ ہونا ہے۔[3]

3- مَنْ شَكَّ هَلْ فَعَلَ شَيْئًا أَمْ لَا؟ فَالْأَصْلُ أَنَّهُ لَمْ يَفْعَلْ

کسی شخص کو کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں شک پڑ گیا تو یہی سمجھا جائے گا کہ اس نے یہ نہیں کیا۔ مثلاً کسی کو نماز کے بارے میں شک ہوا کہ اس نے پڑھی ہے کہ نہیں، تو وقت میں اس نماز کا اعادہ کیا جائے گا۔ کسی کو رکوع یا سجود میں شک نماز کی حالت میں ہوا تو ان (رکوع اور سجود) کا اعادہ کرے، اور اگر نماز کے بعد شک ہوا تو اعادہ نہ کرے، اگر اس کو شک ہو ہے کہ کتنی رکعات نماز پڑھی ہے، اگر ایسا پہلی مرتبہ ہوا ہے تو نماز نئے سرے سے شروع کرے، اور اگر کثرت سے ہوتا ہے تو تحری کرے ورنہ کم کو اختیار کرے اور یہ اس صورت میں ہے جب اس کے ساتھ ایسا نماز سے فارغ ہونے سے پہلے ہوا، اور اگر بعد میں ہوا تو اس پر کوئی چیز نہیں ہے مگر جب اس کو نماز سے فارغ ہونے کے

---

(1)۔ایضاً، ص79

(2)۔ایضاً، ص49

(3)۔ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم، الاشباہ والنظائر، ص50

بعد یاد آئے کہ اس نے فرض ترک کر دیا اور رکعات کی تعین میں شک واقع ہوا تو فقہاء فرماتے ہیں ایک سجدہ کرے گا پھر بیٹھے گا اور، پھر کھڑا ہو جائے گا ایک رکعات نماز ادا کرے گا پھر دو سجدے کرے گا پھر بیٹھ جائے گا پھر سجدہ سہو کرے گا۔[(1)]

4- الْأَصْلُ الْعَدَمُ

کسی بھی چیز کے بارے میں اصل اس کا نہ ہونا ہے جب تک کہ اس کے وجود ثابت نہ ہو جائے۔ مثلاً اگر عورت نے خرچہ طے ہونے کے بعد شوہر پر خرچے کا دعویٰ کر دیا، شوہر نے اس تک وصولی کا دعویٰ کیا اور عورت نے انکار کر دیا تو قول بیوی کا معتبر ہو گا جیسا کہ دائن جب وصولی کا انکار کر دے۔ اسی طرح کسی ایک نے دوسرے کو کوئی عینی چیز دی تو دینے والے نے کہا قرض ہے اور دوسرے نے کہا تحفہ ہے تو قول دینے والے کا معتبر ہو گا۔[(2)]

5- الْأَصْلُ إِضَافَةُ الْحَادِثِ إِلَى أَقْرَبِ أَوْقَاتِهِ

قاعدہ کے مطابق کسی بھی واقعہ کو اس کے قریبی وقت کی طرف منسوب کیا جائے گا۔ مثلاً اگر کسی نے اپنے کپڑے میں نجاست دیکھی اور اس حالت میں نماز پڑھی وہ نہیں جانتا کہ کپڑے کو نجاست کب لگی ہے تو نمازوں کو اس آخری حدث کی طرف لوٹایا جائے گا جو اس کو پیش آیا تھا۔[(3)]

6- الْأَصْلُ فِي الْكَلَامِ الْحَقِيقَة

اصول یہ ہے کہ کسی بھی شخص کے کلام کو اس کے حقیقی معنی پر محمول کیا جائے گا۔ حتی الوسع اس کے مجازی معنی مراد لینے سے احتراز کیا جائے گا۔ مثلاً اگر کسی نے کہا۔ کہ یہ گھر زید کا ہے تو اس کے کلام سے یوں سمجھا جائے گا کہ وہ شخص اس کے لیے گھر کی ملکیت کا اقرار کر رہا ہے۔ حتیٰ کہ وہ دعویٰ کرے کہ یہ اس کا مسکن ہے تو یہ بات اس کی قبول نہیں کی جائے گی۔[(4)]

علامہ ابن نجیم نے دوسرے قاعدہ (المشقة تجلب التيسير) کی ضمنی مباحث میں درج ذیل قواعد بیان کیے ہیں:

---

(1)۔اایضاً، ص50

(2)۔ایضاً، ص53

(3)۔ایضاً، ص55

(4)۔ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم، الاشباہ والنظائر، ص60

7- ان المشقة و الحرج يعتبران فی موضع لا نص فيه

اصول کے مطابق مشقت اور حرج کا اعتبار ان مسائل میں ہو گا جن میں نص موجود نہ ہو۔ اگر ان مسائل کے بارے میں کوئی نص وارد ہو تو ان میں نص کو دیکھا جائے گا۔ علامہ ابن نجیم لکھتے ہیں:

"الْمَشَقَّةُ وَالْحَرَجُ، إنَّمَا يُعْتَبَرَانِ فِي مَوْضِعٍ لَا نَصَّ فِيهِ، وَأَمَّا مَعَ النَّصِّ بِخِلَافِهِ فَلَا، وَلِذَا قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ وَمُحَمَّدٌ رَحِمَهُمَا اللَّهُ بِحُرْمَةِ رَعْيِ حَشِيشِ الْحَرَمِ وَقَطْعِهِ، إلَّا الْإِذْخِرَ.وَجَوَّزَ أَبُو يُوسُفَ رَحِمَهُ اللَّهُ رَعْيَهُ لِلْحَرَجِ"

مشقت اور حرج اس جگہ میں معتبر ہوں گی جس میں نص نہ ہو، اور جب نص اس کے خلاف موجود ہو تو معتبر نہیں ہو گی، اور اسی وجہ سے امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالی علیہما اذخر گھاس کے سوا حرم کی گھاس کو چرانے اور کاٹنے کی حرمت کے قائل ہیں۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ حرج کی رعایت کی وجہ سے جائز قرار دیتے ہیں۔[1]

8- اذا ضاق الامر اتسع و اذا اتسع ضاق (2)

قاعدہ یہ ہے کہ جب جب کسی امر میں تنگی آجائے تو اس میں وسعت کر دی جائے گی اور اگر وسعت ہو گئی تو وہ واپس اپنی تنگی والی حالت پہ آجائے گا۔ مثلاً

کسی بھی عورت کو زبردستی اپنے بچے کو دودھ پلانے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ یہ شوہر کی ذمہ داری ہو گی کہ وہ اپنے بچے کے دودھ کا انتظام کرے عورت کے لیے معاملے میں وسعت رکھی گئی ہے۔ لیکن اگر بچہ کوئی اور دودھ نہ پیتا ہو تو عورت کو اسے دودھ پلانے پر مجبور کیا جائے گا۔ ایسا نہ کرنے سے بچے کی جان کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔[3]

اگر ایک بچہ نے کسی کا مال تلف کر دیا تو اس کا بچہ کے مال سے دیا جائے گا اور اگر بچہ کا کوئی مال ہی نہ ہو تو بچہ کے ذمہ یہ ضمان باقی رہے گا۔ جب بچہ کا مال ہو گا، دیا جائے گا اس بچہ کے ولی پر ضمان عائد نہ ہو گا۔[4]

علامہ ابن نجیم نے قاعدہ (الضرر يزال) کے تحت مندرجہ ذیل قواعد ذکر کیے ہیں:

---

(1)۔ ایضاً، ص 71

(2)۔ ایضاً، ص 72

(3)۔ کمال الدین محمد بن عبدالواحد ابن ہمام، (س ن)، فتح القدیر، مکتبہ حبیبیہ: کانسی روڈ کوئٹہ، ج 4، ص 217

(4)۔ مجلہ احکام عدلیہ، محکمہ اوقاف حکومت پنجاب، باب دوم دفعہ ۲۱۶ ص ۱۷۰

9- الضرورت تبیح المحظورات

ضروریات ممنوعہ اشیاء کو مباح کر دیتی ہیں مثلاً مجبوری کے وقت مردار کا گوشت کھانا جائز ہے ، اسی طرح مجبوری کے وقت کلمہ کفر کہنا جائز ہو جاتا ہے۔[1]

10- ما ابیح للضرورۃ یقدر بقدرھا

جو چیز کسی مجبوری کی بناء پر جائز ہوئی ہے اس کی اتنی ہی مقدار جائز ہو گی جس سے مجبوری پوری ہو جائے۔ جیسا کی مجبوری کی بناء پر خنزیر، مردار یا شراب کا مباح ہونا۔ ان اشیاء کی اتنی مقدار ہی جائز ہو گی جس سے زندگی بچ جائے۔ جیسا کہ علامہ ابن نجیم لکھتے ہیں:

دارالحرب میں اگر کسی کو کھانے کی ضرورت ہے تو حاجت کی مقدار لیا جائے گا کیونکہ ضرورت کی وجہ سے اس کو جائز قرار دیا گیا ہے۔[2]

11- ما جاز لعذر بطل بزوالہ

جو چیز کسی عذر کی وجہ سے جائز ہوئی ہو ،اس عذر کے زائل ہونے سے اس چیز کا جواز بھی باطل ہو جائے گا ۔ مثلاً اگر عذر کی بناء پر کسی نے تیمم کیا، اگر پانی نہیں ملا، یا پانی تو مل رہا تھا لیکن بیماری کی بناء پر پانی استعمال کرنے سے بیماری بڑھ جانے کا خدشہ تھا تو تیمم کر لیا۔ جب یہ عذر ختم ہو جائیں گے تو تیمم باطل ہو جائے گا۔[3]

12- الضرر لا یزال بالضرر

نقصان کو نقصان کے ذریعے دور نہیں کیا جائے گا، مثلاً اگر مال مغصوب کوئی سرزمین ہو اور غاصب نے اس پر تعمیر کر لی یا درخت لگا دیئے ہوں تو غاصب کو حکم دیا جائے گا کہ تعمیر کو منہدم کر کے اور درختوں کو اکھیڑ کر زمین خالی کر دے اور اسے مالک کے حوالے کر دے۔ اگر صورت حال یہ ہو کہ درختوں کے اکھیڑنے سے زمین کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو صاحب مال کو اختیار حاصل ہو گا، کہ وہ درختوں کی قیمت باقیہ غاصب کو ادا کر کے زمین اور اس پر جو درخت ہوں سب پر قبضہ کر لے۔ لیکن اس صورت میں اگر تعمیر یا درختوں کی قیمت زمین کی قیمت سے زائد ہو یا غاصب نے جو تعمیر کی ہے یا

(1)۔ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم، الاشباہ والنظائر، ص73

(2)۔ایضاً، ص74

(3)۔ایضاً

درخت لگایا ہے وہ اس یقین کے ماتحت ہو کہ وہ شرعی طور پر اس زمین کا مالک تھا تو اس صورت میں غاصب زمین کی قیمت ادا کر کے زمین یا درخت سب کا مالک ہو جائے گا۔(1)

13- يتحمل فيه الضرر الخاص لدفع ضرر عام

عام نقصان کو دور کرنے کے لیے خاص نقصان کو برداشت کیا جائے گا

مثلاً اگر کہیں آگ لگ جائے اور اس کے پھیلنے کا اندیشہ موجود ہو تو اس کے سامنے موجود مکان کو گرانا جائز ہو گا تاکہ آگ کو پھیلنے سے روکا جاسکے۔ یہی حکم بوسیدہ عمارتوں کا ہے اگر ان کی چھتیں اور دیواریں گرنے والی ہوں تو مالکان کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ خود ان کی عمارتوں کو گرادیں تاکہ پاس سے گذرنے والے ان کی زد میں آنے سے بچ جائیں۔(2)

14- اذا تعارض مفسدتان روعی اعظمهما ضررا بارتكاب اخفهما

جب دو برائیاں متعارض آجائے تو بڑی برائی سے بچنے کے لیے چھوٹی کا ارتکاب کیا جائے گا مثال: ایک شخص کشتی یا جہاز میں سفر کر رہا ہو اور اس کشتی یا جہاز کو آگ لگ جائے تو اسے اختیار ہو گا کہ وہ کشتی کے اندر ہی رہے یا سمندر میں چھلانگ لگادے اس کے لیے دونوں ممنوع کام ایک ہی درجے کے ہیں۔ایسی صورت میں وہ شخص خودکشی کرنے والا نہیں قرار پائے گا اور نہ گناہ گار شمار ہو گا۔(3)

15- من ابتلى ببليتين وهما متساويتان ياخذ بايتهما شاء

جب کوئی شخص دو آزمائشوں میں مبتلا ہو جائے اور وہ دونوں برابر ہوں تو دونوں میں سے چاہے جس کو اختیار کر لے۔ مثلاً اگر کسی شخص سے یہ کہا جائے کہ تو اپنے آپ کو کسی بلند ترین مینار سے گرادے یا اس کو قتل کر دیا جائے گا امام اعظم کے نزدیک اس کو اختیار دیا جائے گا کہ دونوں صورتوں میں سے جس کو چاہے اختیار کرے کیونکہ ضرر میں دونوں برابر ہیں۔(4)

---

(1)۔ مجلہ احکام عدلیہ، محکمہ اوقاف، حکومت پنجاب، باب دوم ص ۱۶۸

(2)۔ مولانا عبدالقیوم، (2016ء)، درر الحکام شرح مجلۃ الاحکام، حصہ اول قواعد کلیہ، شریعہ اکیڈمی اسلام آباد ص106

(3)۔ ایضاً، ص110

(4)۔ علامہ محمد خالد اتاسی، مترجم مفتی امجد العلی، (1986ء)، شرح مجلہ، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، ص93

16- ان اختلفا يختار اهونهما (1)

اگر دو برائیوں میں اختلاف ہو جائے تو ان دونوں میں سے جو آسان ہو گی اس کو اختیار کیا جائے گا مثال: اگر کسی کے ہاتھ سے موتی اچانک گر گیا اور کسی کی مرغی نے اس موتی کو چگ لیا تو موتی کا مالک موتی کی قیمت ادا کر کے مرغی کو لے لے گا۔ مثلا موتی کی قیمت تھی پچاس روپے اور مرغی کی قیمت تھی پانچ روپے، تو موتی کا مالک مرغی کے مالک کو پانچ روپے دے کر مرغی خرید لے گا۔[2]

17- درء المفاسد اولىٰ من جلب المصالح

مفاسد کو دور کرنا مصالح کے حصول سے زیادہ بہتر ہے۔ مثلاً: جب کسی عورت پر غسل واجب ہو اور اور مردوں سے پردہ کی کوئی صورت نہ پائے تو اس غسل کو موخر کر دے۔ بخلاف مرد کہ جب وہ مردوں سے پردہ کی کوئی صورت نہ ہو تو وہ غسل کو موخر نہیں کرے گا اور استنجاء کرنے کی صورت میں پردہ ممکن نہ ہو تو استنجاء نہ کرے۔[3]

ایک شخص نے کسی لوہار کی دکان کے پہلو میں جو پہلے سے موجود تھی اپنا مکان تعمیر کیا۔ اس مکان والے کو لوہار کے لوہا کوٹنے سے ضرر پہنچنے کے ازالہ کا مطالبہ کا حق حاصل نہ ہو گا بلکہ اس ضرر کا ازالہ یہ مکاندار خود ادا کرے گا۔[4]

18- الحاجة تنزل منزلة الضرورة عامة او خاصة

حاجت چاہے عام ہو یا خواص، ضرورت کے قائم مقام ہو جاتی ہے۔ مثلاً بیع سلم اور بیع استصناع کا جواز اسی قاعدہ کی رو سے ہے۔ اس لیے کہ بیع سلم ایک معدوم چیز کی بیع کا نام ہے اور قیاس کی رو سے لازم آتا ہے کہ یہ بیع باطل ہو، لیکن بیع سلم اور بیع استصناع کو لوگوں کی حاجت اور عمومی ضرورت کی بنا پر جائز قرار دیا گیا ہے یہ بات کسی سے مخفی نہیں کہ کسانوں کی اکثریت فصلوں کے پکنے سے پہلے پیسوں کی محتاج ہوتی ہے چنانچہ ان کی ضرورت پوری کرنے کی خاطر بیع سلم کو جائز قرار دیا گیا ہے۔[5]

علامہ ابن نجیم نے الاشباہ میں " العادة محكمة " کے ذیل میں حسب ذیل قواعد کا تذکرہ کیا ہے

---

(1)۔ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم، الاشباہ والنظائر، ص76

(2)۔ مجلہ احکام عدلیہ، محکمہ اوقاف حکومت پنجاب، ص167، دفعہ 902

(3)۔ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم، الاشباہ والنظائر، ص78

(4)۔ شرح مجلہ مفتی امجد العلی، ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد، ص95

(5)۔ مولانا عبد القیوم، درر الحکام شرح مجلۃ الاحکام، حصہ اول قواعد کلیہ، شریعہ اکیڈمی اسلام آباد، ص ۱۱۵

19- تترک الحقیقة بدلالة الاستعمال والعادة

استعمال اور عادت کی دلالت کی وجہ سے حقیقت کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ مثلاً ایک شخص نے یہ قسم کھائی کہ وہ فلاں شخص کے مکان میں قدم نہ رکھے گا تو اس سے مکان میں داخل ہونا مراد لیا جائے گا خواہ سوار ہو کر داخل ہو یا پیادہ چل کر خواہ جوتے کے ساتھ یا برہنہ پا۔[1]

اولاد کے لفظ کے حقیقی معنی صرف بیٹے کے ہیں لیکن آج کل کے عرف میں یہ لفظ بیٹوں اور بیٹیوں دونوں کے لیے استعمال ہونے لگا ہے اور اس کے حقیقی معنٰی متروک ہو گئے ہیں، لہذا اگر کوئی شخص یہ لفظ استعمال کرے گا تو اس میں بیٹے اور بیٹیاں دونوں شامل ہوں گی، مثلا یہ کوئی کہے کہ میں اپنی جائداد اپنی اولاد پر وقف کرتا ہوں تو اس میں بیٹوں کے ساتھ بیٹیاں بھی شامل ہوں گی۔[2]

20- وَفِي النَّزْعِ عِنْدَ الْعَادَةِ الظَّاهِرَةِ نَوْعُ حَرَجٍ

عادت ظاہرہ کے وقت اختلاف حرج کی ایک قسم ہے۔ مثلاً جس شخص کو روزہ رکھنے کی عادت ہو اس کے لیے یوم شک کا روزہ مکروہ نہیں ہے۔ اس قاعدہ کی رو سے قاضی کے تحفہ کی قبولیت کے جواز وعدم جواز کا مسئلہ ہے۔ یعنی قاضی کے لیے اس شخص سے ہدیہ قبول کرنا جائز ہو گا جس سے وہ عہدہ قضاء سے پہلے عادۃ وصول کرتا تھا لیکن اس میں یہ شرط ہے کہ وہ عادت سے زیادہ نہ دے اگر وہ عادت سے زیادہ دے تو اس کو واپس لوٹا دے۔[3] جو عمل پہلے سے عادۃ ہو رہا ہے اسے ختم کرنے میں حرج ہو گا۔ اسی وجہ سے عادت پر عمل کیا جائے گا۔

21- أَلْفَاظُ الْوَاقِفِينَ تَبْتَنِي عَلَى عُرْفِهِمْ (4)

وقف کرنے والے اشخاص کے الفاظ کی بناء ان کے عرف پر ہو گی۔ مثلاً کسی شخص نے حرم شریف کے لیے اپنی جائیداد وقف کی اور شرط رکھی کہ قاضی شہر اس معاملے کی نگرانی کرے گا۔ تو اس سے مراد کون سا قاضی ہو گا؟ حرم کا قاضی ہو گا یا اس شخص کے شہر کا قاضی مراد لیا جائے گا؟ ہو سکتا ہے کہ اس سے مراد قاضی حرم ہو لیکن ارجح قول یہ ہو گا

(1)۔ شرح مجلہ مفتی امجد العلی، ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد ص ۱۲۶

(2)۔ شاد محمد شاد، مفتی، فقہی قواعد کا تحقیقی مطالعہ، (2020ء)، دار الصدیق لنشر البحوث الاسلامیہ العلمیۃ، بام خیل صوابی ص ۴۶۵

(3)۔ ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم، الاشباہ والنظائر، ص 80

(4)۔ ایضاً

کہ جس جگہ کو وقف کیا گیا ہے وہ مراد لیا جائے۔کیونکہ ظاہر یہی ہے کہ واقف کی مراد یہی ہے اور یہی مصلحت کا تقاضا ہے۔[1]

22- انما تعتبر العادة اذاطردت او غلبت

عادت کا اعتبار اسی صورت میں کیا جائے گا جب وہ عام ہو جائے یا غالب ہو جائے۔مثلاً اگر کسی نے دراہم یا دنانیر کے بدلے میں کوئی چیز فروخت کردی لیکن وہ دونوں اس شہر میں تھے جس میں دراہم اور دنانیر مالیت اور رواج میں مختلف ہیں تو بیع اغلب مالیت اور رواج کی طرف لوٹ جائے گی۔[2]

23- المعروف عرفا کالمشروط شرطا

جو بات عرف میں مشہور ہو وہ طے شدہ شرط کی مانند ہوتی ہے اگر عرف و عادت یہ ہو کہ گاؤں کے چرواہے مویشیوں کو گلی کے سرے پر لا کر چھوڑ دیتے ہوں اور پھر مویشی خود بخود اپنے اپنے باڑوں میں چلے جاتے ہوں، تو اس صورت میں نقصان کی صورت میں چرواہا ضامن نہیں ہو گا، لیکن اگر مویشیوں کے گلے کو ان کے مالکوں کے گھروں تک پہنچانے کا عرف ہو اور پھر کوئی چرواہا گلی کے سرے پر انہیں چھوڑ جائے، تو اسے کوتاہی شمار کیا جائے گا اور نقصان کی صورت میں وہ اس کا ازالہ کرے گا۔[3]

24- الحدود تدرا بالشبهات

حدود شبہات سے دور ہو جاتی ہیں مثال: اگر کسی آدمی نے اپنی بیوی کی، اپنے باپ کی،، دادا کی، دادای کی یا اس سے بھی اوپر کسی کی لونڈی سے وطی کی اور اس کو حلال سمجھا تو اس پر حد جاری نہیں ہو گی۔[4]

25- من استعجل الشیء قبل اوانه عوقب بحرمانه

جو شخص کسی چیز کو وقت سے پہلے حاصل کرنے کی کوشش کرے گا اس کو اس چیز سے محرومی کی سزا دی جائے گی۔مثلاً اگر ایک شخص اپنے مورث کو اس طرح قتل کر ڈالے کہ اس نتیجے میں اس پر قصاص یا کفارہ واجب ہو جائے تو اسے میراث سے محروم ہونا پڑے گا۔اس لیے کہ اس نے اپنے مورث کو قتل کر کے وقت سے پہلے اس کا مال حاصل

(1)۔ایضاً، ص87

(2)۔ایضاً، ص81

(3)۔مولانا عبدالقیوم، درر الحکام شرح مجلۃ الاحکام، حصہ اول قواعد کلیہ، شریعہ اکیڈمی، اسلام آباد، ص145

(4)۔ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم، الاشباہ والنظائر، ص108

کرنے کی کوشش کی، جس کی بناء پر اسے وراثت سے محرومیت کی سزا ملے گی اور اس طرح وہ مقتول مورث کا وارث نہیں بن سکے گا۔[1]

26- الحق لا یسقط بتقادم الزمان

زمانے کے گذر جانے سے حق ساقط نہیں ہوتا۔ اگر کسی شخص کا آپ پر قرض یا کوئی اور حق ہے تو محض وہ تقادم زمانی کی وجہ وہ حق ساقط نہیں ہو گا بلکہ آپ پر اس کی ادائیگی واجب ہو گی اور نہ ادا کرنے کی صورت میں کل قیامت کے دن وہ حق صاحب حق سے دلوایا جائے گا۔[2]

علامہ کرخی نے "اصول" میں جن قواعد کا ذکر کیا ہے ان میں سے درج ذیل قواعد حالات و زمانہ کی رعایت پر دلالت کرتے ہیں

27- انَّ لِلْحَالَةِ مِنَ الدَّلَالَةِ كَمَا لِلْمَقَالَةِ

بے شک انسان کی حالت بھی دلالت میں سے ہے جس طرح بات کی دلالت ہوتی ہے مثلاً کسی شخص نے اپنا مال امانت کے طور پر کسی شخص کے پاس رکھوایا۔ اس نے وہ مال اپنے اھل و عیال کے پاس رکھوا دیا۔ اس کے پاس سے وہ مال ہلاک ہو گیا، تو وہ ضامن نہیں ہو گا اگرچہ اس نے اس کو اپنے علاوہ کسی کے سپرد کرنے کو صراحت کے ساتھ بیان نہیں کیا تھا، کیونکہ جب اس نے امانت رکھوائی تھی تو اس کو اس بات کا علم تھا کہ اس کے لیے اپنے ہاتھ سے دن رات حفاظت کرنا ممکن نہیں ہے، گویا یہ اس کی طرف سے اجازت ہے اور دلالت ہے اس بات کی کہ وہ اس کے مال کی اس طرح حفاظت کرے گا جس طرح وہ اپنے مال کی حفاظت کرتا ہے اور وہ اپنے مال کی حفاظت کبھی خود کرتا ہے کبھی اپنے گھر والوں سے کرواتا ہے۔ تو یہ اس کی طرف سے صراحۃ اجازت کی طرح ہو گی[3]

29- السوال والخطاب یمضی علی ماعم وغلب لاعلی ماشذونذر

سوال اور خطاب اس مفہوم سے متعلق ہو گا جو عام اور غالب ہے نہ کہ جو شاذ اور نادر ہے۔ مثلا اگر کسی شخص نے قسم کھائی کہ وہ انڈا نہیں کھائے گا اس سے مراد پرندے کا انڈا ہو گا، مچھلی کا انڈا مراد نہیں ہو گا۔[4]

---

(1)۔ مولانا عبدالقیوم، (2016ء)، درر الحکام شرح مجلۃ الاحکام، حصہ اول قواعد کلیہ، ص287

(2)۔، مفتی محمد جعفر ملی رحمانی، (1435ھ/2014ء)، اصول القواعد الفقہ الاسلامی، جامعہ الاسلامیہ اشاعت العلوم، اکل کوا، ص162

(3)۔ ابوالحسن عبید اللہ بن الحسین الکرخی، اصول الکرخی، ص163

(4)۔ ایضاً، 164

30- انَّ جَوَابَ السُّؤَالِ يَجْرِيْ عَلَى حَسْبِ مَا تَعَارَفَ كُلُّ قَوْمٍ فِيْ مَكَانِهِمْ

بے شک سوال کا جواب اسی مطابقت سے جاری ہوتا ہے جو ہر قوم کے علاقے میں عروف ومشہور ہو مثال: اگر کسی نے قسم کھائی کہ وہ غذا نہیں کھائے گا تو وہ صرف دودھ پینے کی وجہ سے حانث ہو جائے گا، ایسا تب ہو گا جب وہ عرب کے شہروں میں ہو نہ کہ عجمی شہروں میں، ہر قوم کی غذا وہی ہوتی ہے جو ان کے علاقے میں مشہور ومعروف ہو۔[1]

شیخ احمد بن شیخ محمد الزرقاء کی معروف کتاب "شرح القواعد الفقھیۃ" میں ننانوے (99) قواعد ذکر کیے ہیں جن میں مذکورہ بالا قواعد کے علاوہ درج ذیل قواعد کا تعلق حالات وزمانہ کی رعایت سے ہے:

31- ما ثبت بزمان يحكم ببقائه ما لم يقم الدليل على خلافه

جب کوئی چیز کسی ایک زمانے میں ثابت ہو جائے تو اس کا حکم اس وقت تک باقی رہے گا جب تک اس کے خلاف دلیل قائم نہ ہو جائے۔ مثال: جب ایک زمانے میں کسی کے لئے کسی چیز کی ملکیت ثابت ہو جائے تو وہ اس کی ملکیت میں باقی رہے گا جب تک اس کے زائل ہونے کی کی دلیل نہ پائے۔[2]

32- الاضطرار لا يبطل حق الغير

اضطرار غیر کے حق کو باطل نہیں کرتا۔ اگر کسی شخص پر اونٹ نے حملہ کیا اس شخص نے اونٹ کو قتل کر دیا۔ یہ شخص اونٹ کے مالک کے لیے قیمت کا ضامن ہو گا۔ اس لیے کہ اضطرار دوسرے حقدار کے حق کو باطل نہیں کیا کرتا۔[3]

33- استعمال الناس حجة يجب العمل بها

لوگوں کا استعمال ایسی حجت ہے جس پر عمل کرنا واجب ہے مثال: اگر کوئی شخص کسی کو پلیٹ میں سیب رکھ کر تحفہ بھیجے تو پلیٹ کی واپسی لازمی ہو گی، کیونکہ دستور اور عرف کے مطابق ایسی صورتوں میں برتن کی واپسی ضروری ہوتی ہے لیکن اگر ایک شخص کو انگور یا کھجور ایک ٹوکری میں رکھ کر تحفہ بھیجے تو ٹوکری کی واپسی نہیں ہو گی اس لیے کہ رواج اور دستور یہی ہے۔[4]

---

(1)۔ ایضاً

(2)۔ محمد عمیم احسان مجددی، قواعد الفقہ، ص115

(3)۔ مفتی امجد العلی، شرح مجلہ، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، 102

(4)۔ مولانا عبد القیوم، درر الحکام شرح مجلۃ الاحکام حصہ اول قواعد کلیہ، ص129

34- الممتنع عادة كالممتنع حقيقة

کسی چیز کا عادتا ممتنع ہونا حقیقتا ممتنع ہونے کی طرح ہے ایک شخص یہ اقرار کرے کہ میرے پاس دس کپڑوں کے اندر ایک کپڑا فلاں شخص کا ہے تو اس کا یہ اقرار ایک کپڑے پر محمول ہوگا، دس کپڑوں کے معنٰی میں نہیں لیا جائے گا، کیونکہ ایک کپڑے کے لیے دس کپڑوں کا ظرف قرار دینا عموما نا ممکن ہے اور جو بات عادتا نا ممکن ہوتی ہے، اسے حقیقت کے اعتبار سے بھی نا ممکن سمجھا جاتا ہے اس لیے زیر بحث قول میں دس کپڑوں کے اندر کا لفظ لغو اور بے معنٰی قرار دے کر اس پر عمل نہیں کیا جائے گا۔[1]

35 - لاينكر تغير الاحكام بتغير الازمان

زمانے کی تبدیلی کے ساتھ احکام میں تبدیلی کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ نماز کے اوقات کے علاوہ مساجد کے دروازوں کو مقفل کر دینا جائز ہے حالانکہ مسجد عبادت گاہ ہے جس کے لئے بند کیا جانا غیر مناسب ہے لیکن مسجد کا سامان چوری ہو جانے کے پیش نظر بند رکھنے کا حکم دے دیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں عورتیں نماز کے لیے مساجد میں حاضر ہوا کرتی تھیں لیکن بعد کے عہد میں ان کو اس حاضری سے منع کر دیا گیا۔[2]

36- العبرة للغالب الشائع لا للنادر

جو چیز غالب اور لوگوں میں مشہور ہو اس کا اعتبار ہوگا نادر چیز کا اعتبار نہیں ہوگا۔ مثال: جس لڑکے کی عمر پندرہ برس ہو جائے اسے بالغ سمجھا جائے گا اس لیے کہ لوگوں میں بلوغت کے حوالے سے یہی عمر معروف و مشہور ہے۔ اگرچہ بعض لڑکے سولہ یا سترہ اٹھارہ برس کی عمر کو پہنچ کر بالغ ہوتے ہیں لیکن یہ نادر صورت ہے، اس لیے اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔[3]

---

(1)۔ ایضاً، ص131

(2)۔ مفتی امجد العلی، شرح مجلہ، ص124

(3)۔ مولانا عبدالقیوم، درر الحکام شرح مجلۃ الاحکام حصہ اول، ص141

37- التعيين بالعرف كالتعيين بالنص

کسی چیز کی عرف کے ذریعے تعیین کرنا نص کے ساتھ تعیین کرنے کی مانند ہے۔ بار برداری کے لیے جو جانور کرایہ پر لیا جائے گا اور اس پر باکی جانے والی چیز کی تعیین زبانی یا اشارہ سے نہ کی گئی ہو تو اس سلسلہ میں مقامی رواج اور طریقہ کار معتبر ہوگا۔[1]

دیگر کتب میں ذکر کیے گئے حالات وزمانہ سے متعلق قواعد

38- الأيمان تبنى على العرف إذا لم يضطرب فإن اضطرب فالرجوع إلى اللغة

قسمیں عرف کی بنیاد پر ہوتی ہیں جب تک ان میں اضطراب نہ ہو، اگر اضطراب ہو تو لغت کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ مثلاً اگر کسی نے قسم کھائی کہ وہ زید کے گھر میں داخل نہیں ہوگا اگر وہ زید کے کرایہ کے گھر میں داخل ہوا تو حانث نہیں ہوگا۔ اور قاضی حسین نے فرمایا ہے کہ اگر فارسی زبان میں قسم کھائی تو مسکن پر محمول کیا جائے گا۔[2]

39- النسيان والجهل مسقطان للإثم مطلقا

بھول جانا اور واقفیت کا نہ ہونا گناہ کو مطلقا ساقط کر دیتے ہیں۔ مثال: جو شخص نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، کفارہ یا نذر بھول گیا، تو بغیر کسی اختلاف کے قضاء کے ذریعے اس کا تدارک کرنا واجب ہے۔[3]

40- الاصل فی عاداتنا الاباحة حتى يجيء صارف الإباحة

ہماری عادات سے متعلق قاعدہ یہ ہے کہ وہ سب اس وقت تک مباح ہوں گی جب تک کوئی دلیل اس کی اباحت کو ختم نہ کر دے۔ مثلاً ہمارے کھانے پینے، لباس اور سونے کے معاملات ہیں یہ ہماری عادت کے مطابق مباح رہیں گے۔ کسی بھی طرح کا کھانا کھانا، کوئی بھی مشروب پینا اور کسی بھی طرح کا لباس مباح رہے گا جب تک کہ شریعت کی طرف سے ممانعت کی کوئی دلیل نہ آ جائے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا[4] آیت کا معنی یہ ہے کہ آپ زمین کی تمام چیزوں سے نفع حاصل کر سکتے ہیں۔ اس آیت کو اللہ تعالیٰ نے مطلق بیان فرمایا ہے اور کسی

---

(1)۔ مجلہ احکام عدلیہ محکمہ اوقاف حکومت پنجاب، دفعہ 557، ص100

(2)۔ ایضاً

(3)۔ ایضاً

(4)۔ القرآن 29:2

قید کے ساتھ مقید نہیں کیا۔زمین کی کھانے والی چیزوں کو آپ کھا سکتے ہیں، پینے والی اشیاء کو پی سکتے ہیں اور پہننے والی چیزوں کو پہن سکتے ہیں لیکن اگر شریعت نے کسی چیز کو حرام قرار دے دیا تو وہ ہمارے لیے حرام ہو جائے گی۔[1]

41- یقدم النادر علی الغالب أحیاناً، وقد یلغیان معاً

بعض اوقات نادر کو غالب پر مقدم کر دیا جاتا ہے اور کبھی دونوں ہی لغو ہو جاتے ہیں۔یعنی ویسے تو قواعد شرع میں اصل یہ ہے کہ غالب کا خیال رکھا جائے اور نادر کو لغو قرار دیا جائے جیسا کہ فقہاء کرام نے قاعدہ بیان کیا ہے "العبرة بالغالب و النادر لا حكم له" یعنی جب کسی مسئلہ میں دو صورتیں ہوں ایک غالب اور ایک نادر تو غالب کا اعتبار کرتے ہوئے اس کے موافق حکم بیان کیا جاتا ہے۔لیکن بعض اوقات نادر پر عمل کو فوقیت دے کے غالب کو مرجوح کر دیا جاتا ہے۔یہ اس وقت ہوتا ہے جب مکلفین کے لیے نادر پر عمل کرنے میں آسانی ہو یا پھر کسی علت کی بنا پر دونوں کو ہی لغو قرار دے کر عمل سے منع کر دیا جاتا ہے۔[2] جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایک جگہ بچوں کو دودھ پلانے کی مدت دو سال بیان کی ہے اور دوسرے مقام پر حمل اور دودھ کی مدت تیس مہینے ذکر کیے ہیں۔علماء نے ان آیات کے مجموعہ سے اخذ کیا ہے کہ حمل کی مدت چھ ماہ ہے اور دودھ کی چوبیس مہینے۔شریعت نے یہاں حمل کی نادر مدت کا اعتبار کیا ہے حالانکہ اکثر بچے کی پیدائش نو مہینوں میں ہوتی ہے اور چھ ماہ کی مدت پر بچے کا پیدا ہونا نادر ہے۔[3]

42- التأقیت لمدة لا یعیش الإنسان غالبا تأبید

کسی معاملے میں وقت کو اس مدت تک مقرر کرنا جس میں انسان غالبا زندہ نہیں رہتا، ہمیشہ مقرر کرنے کی طرح ہے۔مثلاً اگر کسی نے دو سو سال تک اجارہ کی مدت طے کی تو عقد اجارہ فاسد ہو جائے گا۔[4]

43- الحقیقة تترک لتعذرها عقلا او عادة و لتعسرها

حقیقت کو عقلا یا عادۃ اس کے مشکل اور متعذر ہونے کی وجہ سے چھوڑ دیا جاتا ہے

عقل کے لحاظ سے حقیقت متروک کی مثال:

---

(1)۔ڈاکٹر خالد بن علی المشیقح، شرح منظومۃ القواعد الفقہیۃ، ص149،148

(2)۔عبد الرحمن بن صالح العبد اللطیف، (1432ھ/2003ء)،القواعد والضوابط الفقهية المتضمنة للتيسير، الجامعة الاسلامية، (المدينة المنورة،السعودية، ج2، ص621،620

(3)۔ایضاً، ص624

(4)۔محمد عمیم احسان مجددی، قواعد الفقہ، ص75

جیسا کہ کسی کا اپنے سے عمر میں بڑے شخص کو کہنا کہ تو میرا بیٹا ہے اس کو محبت پر محمول کیا جائے گا۔

عادت کے لحاظ سے حقیقت متروک کی مثال:

کسی کا قول کہ وہ اس ہانڈی سے نہیں کھائے گا، اس قول کو ہانڈی میں جو چیز موجود ہے اس پر محمول کیا جائے گا۔

مشکل ہونے کی وجہ سے حقیقت کو ترک کرنا۔

جیسا کہ کسی کا قول کہ وہ اس درخت سے نہیں کھائے گا اس سے مراد اس درخت کا پھل ہو گا لکڑی نہیں ہو گی۔[1]

44- العادة تجعل حكما إذا لم يوجد التصريح بخلافه (175)

عادت حکم بن جاتی ہے جب تک اس کے خلاف کوئی صریح دلیل موجود نہ ہو۔جب مہمان کے آگے کھانا رکھ دیا جائے تو عرف وعادت یہی ہے کہ اسے مہمان کے لیے کھانے کی اجازت تصور کیا جاتا ہے، لیکن اگر صاحب خانہ کھانا رکھنے کے بعد مہمان کو کھانے سے منع کردے تو یہاں عام عادت کے برعکس صریح اور واضح حکم موجود ہے، اب مہمان اس واضح حکم پر عمل کرے گا۔اور عرف وعادت کو نہیں دیکھے گا۔تاہم اگر وہ اس کے باوجود کھانا تناول کر لے تو وہ نص کی خلاف ورزی کا مرتکب ہونے کی بناء پر تاوان ادا کرے گا۔[2]

45- في إطلاق الاسم اعتبار العرف

مطلق نام میں عرف کا اعتبار ہو گا۔یعنی جب کسی چیز کا صرف نام ذکر کیا جائے تو اس سے مراد کو واضح کرنے کے لیے عرف کو دیکھا جائے۔لہذا کہنے والے کے عرف میں اس نام کو جس چیز کے لیے استعمال کیا جاتا ہے وہی مراد لی جائے گی۔جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے متعلق روایت ہے جسے مصنف ابن ابی شیبہ نے ذکر کیا ہے۔

"مَاتَ رَجُلٌ مِنَ الْحَيِّ وَأَوْصَى أَنْ يُنْحَرَ عَنْهُ بَدَنَةٌ ، فَسَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ الْبَقَرَةِ ؟ فَقَالَ : تُجْزِئُ ، قَالَ : قُلْتُ : مِنْ أَيِّ قَوْمٍ أَنْتَ ؟ قَالَ : قُلْتُ : مِنْ بَنِي رَبَاحٍ ، قَالَ : وَأَنَّى لِبَنِي رَبَاحٍ الْبَقَرُ ؟ إِنَّمَا الْبَقَرُ لِلأَزْدِ ، وَعَبْدِ الْقِيسِ" [3]

---

(1)۔ایضاً، ص84

(2)۔ مولانا عبد القیوم، درر الحکام شرح مجلۃ الاحکام، ص124

(3)۔ابن ابی شیبہ، عبد اللہ بن محمد، المصنف() کتاب کتاب المناسك، باب فِي الْبُدْنِ ، مَنْ قَالَ لاَ تَكُونُ إِلاَّ مِنَ الإِبِلِ، رقم14877

محلے کا ایک شخص انتقال کر گیا اس نے وصیت کی کہ اس کی طرف سے "بدنہ "ذبح کر دی جائے۔ میں نے عبد اللہ ابن عباس سے پوچھا کیا اس کی طرف سے گائے کفایت کر جائے گی؟ ابن عباس فرماتے ہیں میں نے اس سے پوچھا تم کس قوم سے تعلق رکھتے ہو اس نے کہا بنو رباح سے۔ انہوں نے فرمایا بنو رباح کے لیے گائے کیسے کفایت کرے گی۔(بدنہ سے گائے مراد لینا) تو قبیلہ ازد اور عبد القیس کے لیے ہے۔ اسی مفہوم کی ایک روایت علامہ کاسانی نے بدائع میں بھی ذکر کی ہے:

"وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَهُ وَقَالَ : إنَّ رَجُلًا صَاحِبًا لَنَا أَوْجَبَ عَلَى نَفْسِهِ بَدَنَةً أَفَتَجْزِيهِ الْبَقَرَةُ ؟ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ : رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِمَّ صَاحِبُكُمْ ؟ قَالَ مِنْ بَنِي رَبَاحٍ فَقَالَ مَتَى اقْتَنَتْ بَنُو رَبَاحٍ الْبَقَرَ ، إنَّمَا الْبَقَرُ لِلْأَزْدِ وَإِنَّمَا وَهِمَ صَاحِبُكُمْ الْإِبِلَ" (1)

"حضرت ابن عباسؓ سے کسی شخص نے سوال کیا کہ ہمارے ایک دوست نے اپنے اوپر بدنہ لازم کی ہے کیا گائے ذبح کر دے تو کافی ہو جائے گا۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ تمہارا دوست کہاں کا رہنے والا ہے؟ سائل نے عرض کیا بنو رباح کا۔ آپ نے فرمایا بنو رباح نے کب سے گائے کو مخصوص کر لیا۔ گائے تو ازد کے لیے ہے۔ تمہارے دوست کو اونٹ کا وہم ہوا ہے"۔ چونکہ بدنہ سے مراد گائے بھی ہو سکتی ہے اور اونٹ بھی مراد لیا جا سکتا ہے تو حضرت عبد اللہ بن عباس نے بنو رباح کے عرف کے مطابق فیصلہ دیا کہ اس کی نذر سے مراد اونٹ ہو گا کیونکہ بنو رباح بدنہ کا لفظ بول کر اونٹ مراد لیتے ہیں۔(2)

46- قاعدة مطلق الكلام يتقيد بدلالة الحال

مطلق کلام کو دلالت حال کے ساتھ مقید کیا جاتا ہے۔ جیسے کوئی شخص نئے شہر میں آیا، اور دوسرے سے کہا میرے لیے کرایہ پر کوئی گھر دیکھو، دوسرا شخص ایک لمبے عرصے کے بعد مثلا ایک سال بعد آیا اور کہا کہ گھر مل گیا ہے تو پہلے شخص پر یہ گھر لینا لازم نہ ہو گا کیونکہ اگرچہ اس نے مطلق الفاظ بولے تھے، لیکن اس کی حالت یہ بتا رہی تھے کے اسے فی الحال کوئی گھر چاہئے جس سے اس کی ضرورت پوری ہو، لہذا اس کا کلام مقید سمجھا جائے گا۔(3)

(1)۔(علاء الدین کاسانی، (1418ھ/1997ء) بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ج3، ص297

(2)۔ایضاً

(3)۔مفتی شاد محمد شاد، (2020ء) فقہی قواعد کا تحقیقی مطالعہ، دار الصدیق لنشر البحوث الاسلامیہ والعلمیہ، ص595

47- المطلق يتقيد بدلالة العرف

مطلق کو دلالت عرف کے ساتھ مقید کیا جاتا ہے۔وکالت مطلقہ میں قیمت کے بارے میں کوئی شرط تو نہیں ہوتی لیکن دلالت کی وجہ سے وکیل کے لیے ضروری ہے کہ وہ مثلی قیمت اس کی بازار میں مروجہ قیمت پر اس کی خریداری کرے، یا تھوڑا بہت نقصان ہوا ہو، لیکن وکیل کو اس بات کی اجازت نہیں ہوگی کہ کسی چیز کی اتنی زیادہ قیمت ادا کرے جس سے مؤکل کو بڑا نقصان پہنچتا ہو۔[1]

48- يخص القياس والأثر بالعرف العام دون الخاص

قیاس اور اثر عرف عام کے ساتھ خاص ہوتے ہیں، عرف خاص کے ساتھ خاص نہیں ہوتے۔مثلا کسی انسان کے حلف اٹھایا کہ وہ فلاں شخص کے گھر میں قدم نہیں رکھوں گا۔تو وہ کسی چیز پر سوار ہو کر بھی داخل ہوا تو قسم ٹوٹ جائے گی۔کیونکہ قدم رکھنے سے مراد داخل ہونا ہی ہے۔اسی طرح بیع استصناع کا جواز ہے حالانکہ یہ معدوم کی بیع ہے جو شرعی طور پر جائز نہیں ہونی چاہیے۔لیکن لوگوں کے تعامل اور عرف عام کی وجہ سے نص کو خاص کرتے ہوئے اسے جائز قرار دیا گیا ہے۔[2]

49- العادة معتبرة فی تقييد مطلق الكلام

مطلق کلام کو مقید کرنے میں عادت معتبر ہے۔جب کوئی مطلق کلام کرتا ہے تو اس کی تقیید کے لیے عادت و عرف کو دیکھا جائے گا۔علامہ ابن نجیم لکھتے ہیں:

"لَوْ حَلَفَ لَا يَأْكُلُ الْخُبْزَ حَنِثَ بِمَا يَعْتَادُهُ أَهْلُ بَلَدِهِ:فَفِي الْقَاهِرَةِ لَا يَحْنَثُ إلَّا بِخُبْزِ الْبُرِّ ،وَفِي طَبَرِسْتَانَ يَنْصَرِفُ إلَى خُبْزِ الْأُرْزِ ،وَفِي زَبِيدَ إلَى خُبْزِ الذُّرَةِ وَالدُّخْنِ ، وَلَوْ أَكَلَ الْحَالِفُ خِلَافَ مَا عِنْدَهُمْ مِنْ الْخُبْزِ لَمْ يَحْنَثْ"

اگر کسی نے قسم کھائی کہ وہ روٹی نہیں کھائے گا۔تو اس کی قسم اس روٹی کو کھانے سے ٹوٹے گی جسے اس شہر والے روٹی کہتے ہوں گے۔قاہرہ میں گندم کی روٹی سے حانث ہو گا، طبرستان میں اس سے مراد چاول کی روٹی ہو گی اور

---

(1)۔مولانا عبدالقیوم، درر الحکام شرح مجلۃ الاحکام حصہ اول،186

(2)۔ڈاکٹر محمد صدقی بن احمد البورنو،(1424ھ/2003م)، موسوعۃ القواعد الفقہیۃ، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ج12، ص338

زبید میں اس سے مراد مکئی اور باجرہ لیا جائے گا۔قسم کھانے والوں کے ہاں جسے روٹی کہا جاتا ہے اس نے اس کے علاوہ کھائی تو حانث نہیں ہو گا۔

خلاصہ کلام

ہر دور کے علماء فقہ نے قواعد فقہیہ کو اہمیت خاص کی نظر سے دیکھا ہے۔لہذا ہمیں قواعد فقہیہ پر بہت سی کتب ملتی ہیں جن کی افادیت اپنے اپنے دائرہ میں مسلم ہے۔ان کتب میں حالات و زمانہ کی رعایت سے متعلق قواعد فقہیہ بہت زیادہ اہمیت کے حامل ہیں۔حالات و زمانہ کے تبدیل ہونے سے مسائل میں تبدیلی ایک لابدی امر ہے۔ان قواعد کے از بر ہونے سے بہت سارے مسائل کے حل میں آسانی فراہم ہو جاتی ہے ۔ہم دیکھتے ہیں یہ قواعد مشقت،ضرورت ،حاجت ،اضطرار،عرف ،عادت، عموم بلوی،مرور زمانہ وغیرہ کی بناء پر تبدیل ہونے والے مسائل کو متضمن ہوتے ہیں۔فقہاء کرام نے نہ صرف ان قواوعد کو ذکر کیا بلکہ ان قواعد کے ضمن میں معاصر مسائل کو بھی بیان کیا جس کی روشنی میں ہم عصر حاضر کے بہت سارے مسائل کو حل کر سکتے ہیں۔

سفارشات

مذکورہ بالا ابحاث کی روشنی میں درج ذیل امور کو ملحوظ خاطر رکھنا تعلیمات فقہیہ کے لیے بہت مفید ہو گا:

1. فقہ کے طلبہ کا قواعد فقہیہ سے آگاہ ہونا بہت ضروری ہے۔لہذا ان قواعد کا نصاب کا حصہ بنانا چاہیے خصوصاً حالات و زمانہ کی رعایت سے متعلق قواعد فقہیہ از بر کروانے چاہییں۔
2. ان قواعد کی عملی مثالوں کے ذریعے تفہیم از بس ضروری ہے۔تاکہ ان کی مسائل کے ساتھ تطبیق میں آسانی پیدا ہو سکے۔
3. علماء فقہ کو ان قواعد کی معاصر مثالوں کے ساتھ تطبیق دے کر تحریری طور پر منصہ ءشہود پر لانا چاہیے۔
4. مدارس کے طلبہ کے لیے کتب فقہ کی تدریس کے ساتھ ساتھ قواعد فقہیہ کی بھی تعلیم دی جائے۔
5. قواعد فقہیہ کی تفہیم کے لیے ورکشاپس اور سیمینارز کا اہتمام بھی بہت مفید رہے گا۔
6. دوران تدریس طلبہ کو ان قواعد سے متعلق عملی کام،اسائنمنٹ وغیرہ کروانے سے قواعد کی تفہیم میں آسانی پیدا کی جا سکتی ہے۔

مصادر و مراجع

1) القرآن الکریم

2) ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم، (1419ھ/1999ء)، الاشباہ والنظائر، دار الکتب العلمیہ، بیروت

3) ابو الحسن، عبید اللہ بن الحسین الکرخی، (س ن)، اصول الکرخی، دار ابن زیدون، بیروت

4) الزرقا، شیخ احمد بن شیخ محمد، (1409ھ/1989ء)، شرح القواعد الفقہیۃ، دار القلم، بیروت

5) السیوطی، جلال الدین عبد الرحمن، (1403ھ/1983ء) الاشباہ والنظائر، دار الکتب العلمیہ، بیروت

6) ڈاکٹر خالد بن علی المشیقح، (1436ھ/2015ء)، شرح منظومۃ القواعد الفقہیۃ، التراث الذھبی، الریاض، السعودیۃ

7) عبد اللطیف، عبد الرحمن بن صالح، (1432ھ/2003ء)، القواعد والضوابط الفقهية المتضمنة للتيسير، الجامعۃ الاسلامیۃ، المدينة المنورة، السعودية

8) محمد عمیم احسان مجددی، (2009م/1430ھ)، قواعد الفقہ، دار الکتاب: کوئٹہ پاکستان

9) جماعت علماء، (2002ء)، مجلہ احکام العدلیہ، محکمہ اوقاف، حکومت پنجاب

10) کمال الدین ابن ہمام، محمد بن عبد الواحد، (س ن)، فتح القدیر، مکتبہ حبیبیہ: کانسی روڈ کوئٹہ، ج4

11) مولانا عبد القیوم، ((2016ء)، درر الحکام شرح مجلۃ الاحکام، حصہ اول قواعد کلیہ، شریعہ اکیڈمی اسلام آباد

12) علامہ محمد خالد اتاسی، مترجم مفتی امجد العلی، (1986ء)، شرح مجلہ، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد

13) مفتی امجد العلی، شرح مجلہ، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد

14) شاد محمد شاد، مفتی، فقہی قواعد کا تحقیقی مطالعہ، (2020ء)، دار الصديق لنشر البحوث الاسلاميه العلمية، بام خیل صوابی، خیبر پختونخواہ

15) مفتی محمد جعفر ملی رحمانی، (1435ھ/2014ء)، اصول القواعد الفقہ الاسلامی (جامعہ الاسلامیہ اشاعت العلوم، اکل کوا، انڈیا

16) عبد الرحمن بن صالح العبد اللطیف، (1432ھ/2003ء)، القواعد والضوابط الفقهية المتضمنة للتيسير، (المدينة المنورة، السعودية :الجامعۃ الاسلامیۃ

17) ابن ابی شیبہ، عبد اللہ بن محمد، المصنف (س ن) کتاب کتاب المناسك، باب فِي الْبُدْنِ ، مَنْ قَالَ لاَ تَكُونُ إِلاَّ مِنَ الإِبِلِ،

18) علاء الدین کاسانی، (1418ھ/1997ء) بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، دار الکتب العلمیہ، بیروت

19) ڈاکٹر محمد صدقی بن احمد البورنو، (1424ھ/2003م)، موسوعۃ القواعد الفقہیۃ، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت